دارالافتاء

مولانا ابوطلحہ مختار اللہ حقانی *

قربانی اور مسائل عید قربان

حامداً و مصلیاً و مسلماً اما بعد، ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہت ہی عظمتوں، برکتوں اور نعمتوں کا مہینہ ہے اس مہینے میں اسلام کا بنیادی رکن حج بیت اللہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور اسی مہینے میں ابوالانبیاء خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت کی احیاء ہوتی ہے اس لئے مہینے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور خصوصیت سے ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن مزید عظمت والے ہیں۔

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

قرآن کریم کی سورۃ الفجر میں اللہ جل شانہ نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، جمہور علماء کے ہاں ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی راتیں ہیں، اور یہی ان کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی ذی الحجہ کے پہلی دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ ما العمل فی ایام افضل منھا فی ھذہ قالوا و لا الجھاد قال و لا الجھاد الا رجل خرج یخاطر بنفسہ و مالہ فلم یرجع بشئی۔ (بخاری، جلد اول، صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی دن میں عمل کرنا ان دنوں میں عمل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا۔" اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ مامن ایام اعظم عنداللہ و لا احب الی اللہ العمل فیھن من ایام العشرۃ فاکثروا فیھن من التسبیح و التھلیل و التکبیر (المعجم الکبیر الطبرانی جلد ۱۱۔ حدیث نمبر ۱۱۱۱۴۔ صفحہ ۸۳)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی سے دوسرے دنوں کی نیکی اللہ کو زیادہ محبوب ہے، اسلئے تم ان دنوں میں اللہ کی تسبیح،

---

* مفتی و استاد شعبہ تخصص فی الفقہ الاسلامی۔ الافتاء جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تھلیل، تحمید اور تکبیر کثرت سے کرلیا کرو' اس روایت میں تسبیح سے مراد سبحان اللہ' تھلیل سے مراد لا الہ الا اللہ' تحمید سے مراد الحمد للہ اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے۔

جس طرح ان دنوں میں عبادت کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا افضل ہے تو اسی طرح ان دنوں کے روزے رکھنا بھی باعث اجر و ثواب ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ مامن ایام احب الی اللہ ان یتعبدلہ فیھا من عشر ذی الحجۃ یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنۃ و قیام کل لیلۃ منھا قیام لیلۃ القدر (مجمع الزوائد) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان دس دنوں میں سے ایک دن کے روزے کا ثواب ایک سال روزوں کے ثواب کے برابر ہے' اور ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ: اور خصوصاً ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کے دن) روزہ رکھنا اور بھی زیادہ فضیلت کا باعث ہے' حضرت قتادہؓ سے روایت ہے قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم العرفۃ احتسب علی ان یکفر السنۃ التی قبلہ و السنۃ التی بعدہ (مسلم) کہ آنحضرت ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت رکھتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے اس دن سے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان فضائل کے حصول کی خاطر اس دن کا روزہ رکھنا چاہیئے' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: اسی طرح ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب بھی بہت بڑا ہے' اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں' اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے (بہشتی زیور)

عید الاضحیٰ کی رات کی فضیلت اس مہینے کی اول دس راتوں کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت اپنی نوعیت کی ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عید الاضحیٰ کی رات اور عید الفطر کی رات عبادت میں مشغول رہنے کی ترغیب دی ہے' کہ وہ اس رات اللہ کی یاد میں مصروف رہے اور ڈھیروں ثواب حاصل کرے' حضرت ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' من قام لیلتی العیدین محتسباً لم یمت قلبہ یوم یموت القلوب (ابن ماجہ) کہ جو شخص دونوں عیدین کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کرے گا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے گا) تو اس کا دل اس دن بھی مردہ نہ ہوگا جس دن تمام لوگوں کے قلوب مرجائیں گے۔

اور دوسری روایت میں ہے' عن معاذ بن جبلؓ عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ من احیاء اللیالی الخمس و جبت لہ الجنۃ لیلۃ الترویۃ ولیلۃ العرفۃ ولیلۃ النحر

وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان (رواہ الاصفہانی)
حضرت معاذ بن جبلؓ آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' جو شخص پانچ راتوں کو زندہ رکھے گا (ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کے لئے جنت واجب ہے' وہ پانچ راتیں یہ ہیں' لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات' عرفۃ کی رات' بقرہ عید کی رات' عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات'

ان راتوں میں جتنا ہو سکے اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے' آج کل لوگ ان راتوں کو عبادت میں گزارنے کی بجائے' عیاشی اور ہوا پرستی میں گزارتے ہیں بعض فلم بینی میں مشغول ہوتے ہیں اور بعض شطرنج' تاش اور دیگر لعو ولعب میں مشغول رہتے ہیں' یہ ہماری کم بختی ہے کہ اتنی فضیلت والی راتیں ہم سے ویسے گزر جاتی ہیں اور ہم اس میں اللہ کی رضا جو مسلمانوں کا مقصود اصلی ہے حاصل نہیں کر سکتے۔

ذی الحجہ کے دس دنوں میں ناخن وغیرہ کاٹنے کا حکم: ذوالحجہ کی فضیلت ہمارے سامنے ہے' دراصل یہ دس دن خاص حج کے ایام ہیں' حج وہ عظیم عبادت ہے جو خاص مکہ مکرمہ میں ادا کی جاتی ہے چونکہ تمام لوگوں کا وہاں جانا نہیں ہوتا مگر ان کے ساتھ نسبت پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے جو حضرات اس مہینے کے دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی احیاء کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ پہلے سے ہی اس کے آداب کا لحاظ رکھیں' اس سنت کے آداب میں سے یہ بھی ہے یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اذا دخل العشرو اراد بعضكم ان يضحى فلا ياخذن شعراه ولا يقلمن ظفره (رواہ مسلم) کہ جب ذی الحجۃ کا مہینہ شروع ہو جائے تو جو تم میں سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو' وہ ان دس دنوں میں اپنے بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ اور یہ حجاج کے ساتھ ایک گونا نسبت پیدا کرنا ہے اس لئے کہ حجاج کرام دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ تو دوسرے مقامات پر رہنے والے صاحب استطاعت مسلمان بھی اپنی اپنی جگہ ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اور جس طرح حاجی احرام باندھنے کے بعد بال' ناخن' وغیرہ نہیں تراشتے اور دس ذی الحجہ کو قربانی کے بعد کاٹتے ہیں تو اسی طرح دوسرے مسلمان بھی جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی تک بال' ناخن نہ تراشے اور جب دسویں ذی الحجہ کو قربانی کرے تو اپنے بال و ناخن وغیرہ کاٹ دے' چونکہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی تک محدود ہے اس لئے علماء نے صرف امت نے بھی قربانی کرنے والوں کے لئے اس امر کا خیال رکھنے کو مستحب کہا ہے' مگر یاد رکھیں کہ یہ امر صرف اس شخص کے لئے ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو ورنہ جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز عید سے پہلے بھی ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔

تکبیرات تشریق کی ابتداء: اسی طرح ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کے دن) سے تکبیرات تشریق کہنا ہر

نمازی پر واجب ہے' اسکا طریقہ یہ ہے ہر فرض نماز کے بعد بآواز بلند الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله الله اکبر ولله الحمد' کہا جائے۔ علامہ حصکفیؒ نے ان تکبیرات کی تاریخ کے بارے میں لکھا ہے' کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے دنبہ لا رہے تھے تاکہ اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے ذبح کیا جائے' تو ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جلدی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کریں' چنانچہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا: الله اکبر الله اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے یہ کلمات سنے تو آپؑ نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب ان کے بدلے فدیہ آنے کی اطلاع ملی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا الله اکبر ولله الحمد کہا۔ (ردمحتار)

ایام تشریق کو تشریق کہنے کی وجہ: ذی الحجہ کی نویں' دسویں' گیارہویں' بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے' اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا کہنا ہے کہ مشرکین کہا کرتے تھے' اے شبیر تو سفید ہو جا کہ ہم چلیں' 'یعنی تو روشن ہو جا اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے پر آتے جائیں' شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا مشرکین مزدلفہ روانہ نہ ہوتے تھے' اسلام کی روشنی پھیلنے پر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے اور انہیں دھوپ میں سکھاتے تھے' جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اسے تشریق اللحم کہتے ہیں۔

(۳) بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لئے' کہ عید کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج چمک رہا ہوتا ہے' اور مصلے کو بھی اسی لئے مشرق کہتے ہیں کہ وہ سورج کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے' اسی لئے عید کو تشریق کہا گیا ہے' پھر جو دن اس کے تابع ہیں' ان کو بھی یہی نام دیا گیا (مسائل عید و قربانی)

تکبیرات تشریق کا حکم:

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر مقیم کو ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیرات کہنا واجب ہے' اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے۔

یہ رائے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی ہے صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) فرماتے ہیں کہ تکبیرات تشریق کے لئے کوئی شرط نہیں' یہ تکبیرات ہر نماز پڑھنے والے پر لازمی ہیں' چاہے مقیم ہو یا مسافر' مرد ہو یا عورت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو یا انفراداً۔ بہت سارے فقہاء نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے' اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسی پر عمل کریں۔

عید کی نماز کے بعد تکبیرات کا حکم:

☆ عید الاضحیٰ نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا علماً احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے بعض فقہاء کے نزدیک پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں، لیکن علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ نماز عید کے بعد بھی پڑھی جائے، اسی لئے کہ مسلمانوں کا اسی پر تعامل چلا آ رہا ہے، اور ان کی اتباع واجب ہے، (شامی)

تکبیرات تشریق کے متعلق دیگر احکام:

☆ ایام تشریق میں جو نماز فوت ہو جائے تو اگر اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء کیا جائے گا تو اس کے بعد بھی تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے (بہشتی زیور) اور اگر ایام تشریق والے ایام میں قضاء کرے گا تو واجب نہیں۔

☆ اگر کسی سے نماز کے بعد تکبیرات تشریق بھول جائیں اور مسجد سے باہر چلا جائے تو اس شخص سے تکبیرات ساقط ہو جائیں گے، البتہ اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو تاخیر کے باوجود بھی یاد آنے کی صورت میں تکبیرات پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر ایام تشریق میں دوسرے ایام کی قضاء نمازیں ادا کی جائیں تو اسکے بعد تکبیرات تشریق نہیں پڑھی جائیں گی

☆ اگر امام صاحب سے نماز کے بعد تکبیرات بھول جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں اور امام کا انتظار نہ کریں۔ اگر کسی سے تکبیرات تشریق چھوٹ جائیں تو پھر اس کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے ترک واجب کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

عید کے دن کی سنتیں: حجامت بنوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے سے اچھا لباس پہننا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، صبح کو بہت سویرے اٹھنا، عید گاہ کو سویرے جانا، عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا، عید کی نماز کے لئے جس راستے سے گیا اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا سنت ہے، عید گاہ کو پیادہ جانا، بقرہ عید میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا یہ افضل ہے اور واپس آ کر قربانی کر کے اور اس کا گوشت کھانا، عید میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیرات پڑھنا (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔) عید گاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

نماز عید کی نیت اور طریقہ نماز: دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ زائد تکبیرات کے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اس حاضر امام کی اقتداء میں پڑھتا ہوں اور جب امام تکبیر کہے تو مقتدی بھی اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں ثناء (سبحانک اللھم الخ) پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہے گا تو، مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، اور امام صاحب سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور رکوع اور پھر سجدہ کرے، اور مقتدی امام کی اقتداء کرتے ہوئے رکعت پوری کریں، دوسری رکعت میں امام صاحب پہلے سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے گا اور اس کے بعد

رکوع میں جانے سے پہلے امام صاحب تین بار تکبیرات کہے گا' مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں' چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ امام عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی الخ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھے۔

مسئلہ: نمازِ عید کی تکبیرات کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں البتہ دو تکبیرات کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ کرے۔

<u>خطبہ:</u> نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا جائے گا جس کا سننا واجب ہے (کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عید گاہ سے چلے جاتے ہیں' جو صریح غلطی ہے۔) خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ بیٹھنا لازم ہے۔

مسئلہ: عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں امام صاحب قربانی اور ایام تشریق کے مسائل بیان کرے تاکہ لوگ ان مسائل سے واقفیت حاصل کرسکیں۔ یہاں چونکہ لوگ عربی زبان کوئی نہیں سمجھتے اس لئے عید کی نماز سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے اس میں بھی ان احکام و مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

<u>عیدین کے خطبوں کا طریقہ:</u> عید کا پہلا خطبہ یوں دیا جائے کہ خطیب صاحب پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر خطبہ دے' ایسا کرنا مسنون طریقہ ہے' حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ خطیب منبر سے اترنے سے قبل چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

مسئلہ: اسی طرح جب امام صاحب خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتا ہو تو چڑھ کر خطبہ شروع کرے' بیٹھے نہیں' اس لئے کہ منبر پر بیٹھنا اذان کے اختتام کے لئے ہوتا ہے' اور عیدین کے خطبوں میں اذان نہیں ہے۔ (درمختار) البتہ دونوں خطبوں کے درمیاں میں اتنی دیر منبر پر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں بیٹھا جاتا ہے۔

<u>نماز عید کے متعلق متفرق مسائل:</u>

مسئلہ: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کسی سے مجبوری کے تحت عیدین کی نماز باجماعت فوت ہو جائے تو پھر اس پر قضاء نہیں اس لئے کہ عیدین کی نماز میں جماعت شرط ہے اور اس کے لئے وقت بھی متعین ہیں۔ (ردالمختار باب العیدین)

مسئلہ: عید کے دن شرعی حدود میں رہتے ہوئے اظہار مسرت کرنا جائز ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بقر عید کے دن جب میرے پاس میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے تو انصار کی چند لڑکیاں بعاث کی جنگ کے اشعار پڑھ رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ منہ پر کپڑا اڈالے ہوئے تھے (آرام فرما رہے تھے) تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان لڑکیوں کو منع کیا' ان کو دھمکایا تو رسول اللہ ﷺ نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: ابوبکر انہیں چھوڑ دو (ان

کو منع مت کرو) کیونکہ یہ عید یعنی خوشی کا دن ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسئلہ: عیدین کے دن ایک دوسرے کو عید مبارک کہنا جائز ہے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز اور خطبہ ایک ہی شخص پڑھائے اگر بالفرض نماز ایک نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے نے دیا تو نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا بہتر نہیں (عزیز الفتاوی)

مسئلہ: عیدین کی نماز کے لئے نہ اذان دی جائے گی اور نہ اقامت۔

مسئلہ: عیدین کی نماز ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر بالاتفاق جائز ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز اس وقت جائز ہے جب سورج ایک نیزہ (تین گز) بلند ہو جائے اور اسکا آخری وقت نصف النہار تک ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا جائز ہے۔ چاہیے نماز کے متصل اور خطبہ سے پہلے ہو یا خطبہ کے بعد ہو دونوں طرح جائز ہے۔ (مسائل بہشتی زیور مکمل)

مسئلہ: اگر امام صاحب زائد تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں خیال آئے تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے پھر سے کھڑا نہ ہو (درمختار ۱/۵۸۵)

قربانی اور قرآن:

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے' اسکا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ خداوند کریم نے قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ سورتوں میں) قربانی اور متعلقات قربانی کو بیان کیا' اسکی اہمیت' حکمت و فلسفہ اور مختلف امتوں میں اسکی شکل و صورت پر روشنی ڈالی اور امت مسلمہ کیلئے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے' ارشاد خداوندی ہے:

ولكل امة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على مارزقهم من بهيمة الانعام (سورۃ الحج ۳۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویشیوں پر اسکا نام بلند کریں۔''

یہاں منسک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے' محققین اور تقریباً تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (تفسیر قرطبی'' فتح القدیر للشوکانی وغیرہ)۔

اسی طرح قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

لن ينال الله لحومها ولا دماءها ولكن يناله التقوى منكم (سورۃ الحج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

سورۃ الکوثر میں واضح اور قطعی حکم ہے۔ فصل لربك وانحر (سورۃ الکوثر'۲)''پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو'' یہی معنی عبداللہ بن عباسؓ نے اختیار کیا ہے۔ (البنایہ شرح الھدایہ) اسی طرح دوسری آیت میں قربانی کا مفہوم

یوں ذکر ہے۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین (الایۃ)
ترجمہ: ''بیشک میری نماز' قربانی' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔'' اس آیت کریمہ میں نسکی سے مراد قربانی ہے۔ اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں نسک کا اطلاق قربانی پر ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ من ذبح بعد الصلوۃ ثم نسکہ و اصاب سنۃ المسلمین۔ جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی مکمل ہوگئی۔ اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔ اسی طرح ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قربانی کے دن سینگوں اور سفید پاؤں والے دو خصی مینڈھے ذبح فرمائے۔ جب ان کو قبلہ رخ کیا تو یہ پڑھا انی وجھت وجھی للذی فطر السموات و الارض وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (جمع الفوائد/۱/۲۰۴)

اسی طرح حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا کہ اپنی قربانی کے قریب موجود رہنا کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے سے تمہارے ہر گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ جو تم نے کئے ہوں گے اور یہ کہنا ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین' ان کے علاوہ اور بھی احادیث اور آثار موجود ہیں جن میں نسک کا اطلاق قربانی پر کیا گیا ہے۔

قربانی اور حدیث: احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۱) عن ابن عمرؓ قال اقام رسول اللہ ﷺ بالمدنیۃ عشر سنین یضحی۔ (جامع الترمذی ج' ۱ ص ۲۷۷ ابواب الاضاحی) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے''

(۲) عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ کان یذبح او ینحر بالمصلی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید قربان کے دن حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے تھے' (مسند احمد ونسائی)

(۳) عن انسؓ قال ضحی النبی ﷺ بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ
حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے سینگوں والے گندم گوں رنگ کے دو مینڈھے قربان کئے۔ (بخاری نیز کتاب اختلاف الحدیث للشافعی علی الام ج ۷' ص ۲۸)

(۴) بخاری شریف میں ہے ضحی رسول اللہ ﷺ عن ازواجہ بالبقر اھ کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

(۵) حضورﷺ نے فرمایا کہ من کان لہ سعة ولم یضح فلا یقربن مصلانا جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

(۶) عن عائشةؓ ان النبی ﷺ قال ماعمل ابن آدم یوم النحر عملاً احب الی اللہ عزوجل من هراقة دم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واظلافها واشعارها وان الدم لیقع من اللہ عزوجل بمکان قبل ان یقع الارض فیطیبوا بها نفساً۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینگ، بال، سُم تک اعمال حسنہ کو بھاری کردینگے۔ اسکے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوجاتے ہیں، تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو (ترمذی، ابن ماجہ۔ص ۲۲۶)

(۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

(۸) زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپﷺ نے ارشاد فرمایا، قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، صحابی نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپﷺ نے فرمایا، ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے، اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے (مشکوٰۃ، ص ۱۲۲۹)

سبحان اللہ، کیا شان ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کوتاہی کرے، مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر قربانی اس پر واجب نہ بھی ہو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت ابوخادمؒ قرض لے کر قربانی کرتے تھے کسی نے آپؒ سے عرض کیا کہ جب آپ پر قربانی واجب نہیں تو قرض لیکر قربانی کیوں کرتے ہیں؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ میں سن رہا ہوں کہ حق تعالیٰ اعلان فرمارہے ہیں کہ لکم فیها خیر (تمہارے لئے اس میں خیر و برکت ہے) کیا اس خیر و برکت سے محروم ہوجانا کوئی دانشمندی ہے (بحوالہ دلائل وجوب قربانی۔ص ۸۷)

قربانی کس پر واجب ہے:

اگرچہ شریعت مقدسہ نے اپنی عادلانہ قانون کے مطابق زکوٰۃ کی طرح قربانی کے لئے بھی نصاب کی شرط لگائی ہے، کہ اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، البتہ زکوٰۃ اور اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے مال پر سال گزرنا ضروری

ہے' مگر قربانی کے وجوب کیلئے نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں ہے' اگر کوئی شخص دس ذی الحجہ کی رات کو بھی مالک نصاب بن جائے تو دسویں ذی الحجہ کے دن اس پر قربانی واجب ہے' وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا ضرورت سے زائد سامان موجود ہوں' اگرچہ عام طور پر حضرات علماء کرام ساڑھے باون تولہ چاندی کو نقدی کے لئے معیار نصاب قرار دیتے ہیں' لیکن موجودہ حالات کی وجہ سے سونے کے نصاب کو معیار مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے' محققین علماء عرب نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کیلئے احقر کا رسالہ ''مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی'' مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ اس لئے اگر کسی شخص کے پاس دو گاڑیاں ہیں' ایک گاڑی اس کے استعمال کیلئے اور دوسری زائد ہے تو شرعاً اس پر قربانی واجب ہے۔

❁ اسی طرح ایک آدمی کے دو گھر یا دو پلاٹ ہوں ایک مکان میں وہ رہتا ہو اور دوسرا ضرورت سے زائد ہو تو اگر اس مکان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

❁ کسی عورت کا مہر معجل یا جہیز میں دیئے گئے زیورات کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

❁ اگر کسی زمیندار کے پاس ہل جوتنے والے بیل اور دودھ دینے والی گائے یا بھینس کے علاوہ کوئی اور جانور ہوں اور ان جانوروں کی مالیت نصاب کے برابر ہو تو اس زمیندار پر بھی قربانی واجب ہے۔

❁ اس طرح اگر کسی نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے قربانی کی جائے تو اس کے مرنے کے بعد اگر اسکے ترکہ کے ایک تہائی مال سے قربانی ممکن ہو تو پھر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے قربانی کرنا ورثاء پر واجب نہیں' البتہ اگر ورثاء اپنی طرف سے ایصال ثواب کے لئے کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

❁ اور اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس شخص پر ابھی اس جانور کی قربانی واجب ہے۔ (شامی)

قربانی کے بدلے صدقہ وخیرات کا حکم:

اب اگر کسی صاحب استطاعت شخص سے کسی غفلت یا عذر کی بناء پر قربانی کرنا رہ جائے' یعنی وہ ان دنوں بناء برعذر شرعی قربانی نہ کر سکے تو ان دنوں کے بعد قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے' اور اگر قربانی کے لئے جانور خرید کیا ہو اور بلا عذر رہ گیا ہو تو ایام اضحیۃ کے بعد اس جانور کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ یاد رہے قربانی کے

مخصوص تینوں ایام میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ ان دنوں جانور ہی ذبح کرنا ہوگا۔قربانی کے بدلے صدقہ دینے کو علماء نے تحریف فی الدین قرار دیا ہے اور اسکو دین کے انہدام کے مترادف کہا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ دیندار مسلمانوں پر منکرین قربانی کے خلاف کافروں کی طرح لشکرکشی کرنا لازمی ہے۔(دلائل وجوب قربانی۔ص ۹۸)

شرائط وجوب قربانی: قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

(۱) اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں) (۲) اقامت (مسافر پر واجب نہیں)

(۳) حریت یعنی آزاد ہونا۔(غلام پر واجب نہیں) اس کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی نصاب کی موجودگی میں قربانی واجب ہے، نابالغ پر نہ خود واجب ہے، نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پر واجب ہے، لیکن صاحب بدائع علامہ کاسانیؒ اور علامہ شامیؒ نے عقل اور بلوغ کو شرائط وجوب قربانی میں شامل نہیں کیا ہے، لکھتے ہیں کہ واما البلوغ والعقل فلیسا من شرائط الوجوب فی قوله ابی حنیفة وابی یوسف حتی تحب الاضحیة فی مال الصبی والمجنون اذا کانا موسرین (بدائع الصنائع ۵/۶۴) علامہ مرغینانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے کہ مالدار بچے کا ولی اس کے مال سے اس کے لئے قربانی کرے گا، علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے:ویضحی عن ولده الصغیر من ماله صححه فی الهدایة قال ابن عابدین تحت قوله حیث قال والاصح ان یضحی من ماله (ردالمحتار ۶/۳۱۶)

(۴) توانگری یعنی جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو اس پر عید کے دن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے، چاہے وہ مال تجارت ہو یا نہ ہو، اور چاہے اس پر پورا سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔(بہشتی زیور)

آداب قربانی:

☆ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس کو خوب خلوص دل سے ادا کرنی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور عید سے چند روز قبل خریدا جائے اور عید تک اس کو خوب پالا جائے۔

☆ قربانی سے قبل چھری کو خوب تیز کر دیا جائے۔اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جلدی نہ اتاری جائے، حتیٰ کہ وہ جانور خوب ٹھنڈا ہو جائے۔

☆ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا افضل ہے، اگر کوئی خود ذبح نہیں کر سکتا یا جانتا نہیں تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت خود موقع پر حاضر رہنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے:

اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیفاً سلماوَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِینَ ۔ اِنَّ صَلٰوتِی وَنُسُکِی وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِی لِلّٰهِ رَبِّ

العٰلَمِینَ۔ لاشَرِیکَ لہ' وَبِذٰلِکَ اُمِرتُ وَاَنَا اَوَّلُ المُسلِمِینَ۔ اَللّٰھُمَّ مِنکَ وَلکَ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبلت من حبیبک محمد وَ خلیلکَ ابراھیم علیھم السلام۔

☆ جب قربانی کو ذبح کیا جائے تو یہ دعا پڑھے اللھمّ تقبّلہ منّی کما تقبلت من حبیبک محمد وَ خلیلکَ ابراھیم علیھم السلام۔ اس لئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور پھر یہ دعا فرمائی بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امۃ محمد (مشکوۃ)

☆ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال لائے کہ میں قربانی کرتا ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کرے تو قربانی درست ہوگی' البتہ زبان سے دعا پڑھنا اور نیت کرنا بہتر ہے۔

☆ قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ کو خیرات کردے تو بہتر ہے' تاہم اگر اسکو بعینہ استعمال میں لانا چاہے تو لایا جاسکتا ہے

قربانی کے جانور:

اونٹ' گائے' بکری کی تمام انواع (نر' مادہ' خصی' غیر خصی) کی قربانی ہوسکتی ہے' بھینس گائے میں شمار ہے' اور بھیڑ یا دنبہ بکری میں' گائے' بھینس' اونٹ ان سب میں سات آدمی بھی شریک کرسکتے ہیں' جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اگر کسی گائے یا اونٹ میں سات یا اس سے کم آدمی شریک ہوئے تو سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ یا زیادہ ہوئے تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

اگر بالفرض آٹھ' نو آدمی مشترکہ طور پر دو یا تین گائے خریدیں اور مشترکہ طور پر ذبح کریں یہ قربانی بھی شرعاً جائز نہیں ہے' اسلئے کہ ان جانوروں میں ہر ایک کے اندر یہ آٹھ یا نو آدمی شریک ہیں البتہ اگر آٹھ آدمی مشترکہ طور پر آٹھ بکرے خریدیں۔ اور قربانی کرے تو استحساناً ان تمام کی قربانی جائز ہے۔ (بدائع)

جانور کی عمر:

اونٹ پانچ سال کا' گائے بھینس دو سال کی' بکری ایک سال کی' اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں' ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔

کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں:

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدائشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں' اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا لنگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے' چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا' یا اس سے چل نہیں سکتا' اس کی قربانی درست نہیں' جس کے سارے یا آدھے سے

زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں' جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں' مگر جڑیں سالم نہ ہوں یا خصی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

خنثیٰ جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں' اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے' ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کردے۔

قربانی کے اوقات:

(۱) قربانی کا وقت بقرعید یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے' پہلا دن ۱۰ ذی الحجہ سب سے افضل ہے' پھر ۱۱ ذی الحجہ پھر ۱۲ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

(۲) بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں' ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو' نماز فجر کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

(۳) رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں' شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

قربانی کے گوشت کا حکم:

مسئلہ: قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوست و اقارب' غنی و فقراء سب کو دے سکتا ہے' بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کردے' اس سے کمی نہ کرے۔

کما في ملتقى الابحر ويأكل من لحم اضحية ويطعم من شاء من غني وفقير وندب أن لاتنقص الصدقة عن الثلث.

مسئلہ: اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہو گا۔ كمافي ملتقى الابحر: ويجوز اشتراك اكل من سبعة ولو اثنين ويقسم لحمها وزناً لاجزافاً.

مسئلہ: اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھلانا اور بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: قربانی کا گوشت جس طرح مسلمان کو دینا جائز ہے اسی طرح غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ كمافي الهندية ويهب منها مايشاء للغني و الفقير و المسلم و الذمي كذافي الغياثية (۳۰۰/۵) مگر بہتر نہیں (فتاویٰ رحیمیہ ۳۱/۱۰)

مسئلہ: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے سات اجزاء یعنی سات چیزیں کھانا حرام ہیں۔ (۱) دم مسفوح (۲)

پیشاب کی جگہ (ذکر و فرج) (۳) دونوں خصیے (فوطے) (۴) پاخانے کی جگہ (مقعد) (۵) غدود (۶) مثانہ یعنی وہ جگہ جس میں پیشاب رہتا ہے۔ (۷) پتہ (بدائع الصنائع ۶۱/۵) اور کنز الدقائق میں حرام مغز کو بھی حرام لکھا ہے۔ وہ ایک سفید ڈوری دودھ کی طرح پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لیکر گردن تک ہوتی ہے' اس کو حرام مغز کہا جاتا ہے۔ اور بعض علماء نے مقعد پر جو تین گرہیں ہوتی ہیں ان کو بھی حرام لکھا ہے۔ (خلاصۃ المسائل ص ۱۰۸ بحوالہ مسائل عیدین و قربانی ص ۱۷۵)

مسئلہ: گوشت چاہیے قربانی کا ہو یا عام مذبوحہ جانور کا اسکو دھوئے بغیر بھی کھایا جاسکتا ہے۔ دھونے کی ضرورت نہیں (بحوالہ فتاوی محمودیہ ۳۱۶/۲) لیکن اگر کوئی دھونا چاہیے تو دھوسکتا ہے۔ مگر اسکو ناپاک سمجھ کر دھونا غلط ہے۔

مسئلہ: نذر کیا ہوا قربانی کا گوشت ناذر نہ تو خود کھا سکتا ہے اور نہ اغنیاء کو کھلاسکتا ہے' بلکہ اس تمام گوشت کو فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے' البتہ نفلی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے' اور دوسروں کو بھی کھلاسکتا ہے۔

کھال کے متعلق احکام و مسائل:

قربانی چونکہ تقرب الی اللہ کے لئے کی جاتی ہے اس لئے اس کی کھال کا حکم بھی گوشت کی طرح ہے اس کو اپنے مصرف میں لانا اور صدقہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ صدقہ کے طور پر ہر کسی کو دیا جاسکتا ہے مگر مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں' اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء دین کی خدمت تعاون بھی اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس اسلامیہ کے غریب طلباء کو دیں۔

قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں' بلکہ اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے' بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بدون نیت صدقہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: قربانی کے گوشت اور کھال کے بعینہ موجودگی میں قربانی کرنے والے کو تین قسم کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں (۱) کہ خود کھائے اور بعینہ کھال خود استعمال میں لائے۔ (۲) رشتہ دار' اولاد' احفاد' اور اغنیاء کو کھلائے اور بعینہ کھال ان کو تملیکا دے دے۔ (۳) فقراء و مساکین پر صدقہ کرے۔ (کمافی جواہر الفقہ)

مسئلہ: اس لئے کہ قربانی کے گوشت اور پوست کو صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (کمافی الھندیہ)

مسئلہ: اس لئے بعینہ کھال کو مدارس' مساجد' رفاہ عامہ کے لئے وقف کرنا درست ہے۔ اگرچہ بعض اہل حضرات اس سے اختلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ: مگر قربانی کی کھال' گوشت کی چربی بلکہ کسی بھی جزء کو کسی کو حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں' اس لئے قربانی کی کھال مسجد کے امام' مؤذن خادم اور مدرسہ کے مدرس کو تنخواہ میں دینا ناجائز ہے۔ (الھدایہ) ہاں اگر ان مذکورہ حضرات کو بلاعوض دیا جائے تو جائز اور صحیح ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال کے سلسلے میں قربانی کرنے والے کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ اس کھال کو اس چیز سے

تبدیل کرے جس کی ذات سے بعینہ فائدہ لیا جاسکتا ہو۔ (مجمع الانھر)

مسئلہ: لیکن اگر اس چیز کی ذات سے اس کے استھلاک کے بغیر فائدہ ممکن نہ ہو تو پھر شرعاً اس تبادلہ کی گنجائش نہیں جیسے کھال کو روٹی، سالن وغیرہ سے تبدیل کرنا۔ (مجمع الانہر)

مسئلہ: مگر قربانی کی کھال اور گوشت دونوں روپیہ پیسہ کے عوض فروخت کرنا مکروہ ہے، اس لئے قربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مہمانی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مہمان کو کھانے اور پینے کی اجازت ہوتی ہے۔ فروخت کرنے کی نہیں۔ علامہ کاسانیؒ نے لکھا ہے ولانھا من ضیافة الله تعالیٰ عز شانه التی اضاف بھا عباده ولیس للضیف ان یبیع من طعام الضیافة شیئاً (بدائع الصنائع ۸۱/۵) لیکن اگر کسی نے پیسوں کے حصول کے لئے فروخت کر دیا تو بیع صحیح ہوگا۔

مسئلہ: مگر کھال یا گوشت کے عوض حاصل شدہ رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: البتہ اگر کھال کو فروخت کرتے وقت نیت مال کے حصول کی نہ تھی، بلکہ اس نیت سے فروخت کیا کہ اس حاصل شدہ مال کو صدقہ کرے گا تو یہ ایسا کرنا بلا کراہت صحیح ہے۔ کما فی البحر ولو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لأنه قربة کالتصدق بالجلد واللحم (۳۲۷/۸) لیکن جس نے قربانی کی کھال خریدی وہ اس کا مالک ہو گیا اب وہ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے۔ چاہے اس کھال کو اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ) لیکن ان دونوں صورتوں میں کھال کے عوض حاصل شدہ رقم کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے، کھال کی اس رقم کو اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ اوپر تک) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ نیچے تک) اسی مالدار اور اس کے نابالغ اولاد کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: اور نہ اس رقم کو شفاخانہ، پل، کنوؤں، مساجد، مدارس اور رفاہ کی تعمیر پر صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: البتہ جن مدارس میں غریب طلباء کیلئے لنگر یا انکو وظائف دینے کا انتظام ہوں تو وہاں اس رقم کو دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ رقم بنو ہاشم اور سادات کو دینا بھی درست نہیں۔ البتہ نادر الروایۃ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے اس کو امام طحاوی، علامہ انور شاہ کشمیری اور دیگر فقہاء و محدثین نے فی زمانا راجح قرار دیا ہے، احقر (راقم الحروف) کے بھی موجودہ حالات اور خمس الخمس نہ ہونے کی وجہ سے جائز سمجھتا ہے۔ (تفصیل کیلئے احقر کا رسالہ "سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت" مطالعہ کیا جائے)

مسئلہ: اسی طرح چرم قربانی کی قیمت ان انجمنوں، سیاسی یا لسانی جماعت جہاں غریبوں کو مالکانہ طور پر نہ دیا جاتا ہو، بلکہ اسکو سیاسی جلسوں جلسوں، ملازمین کی تنخواہوں، دفاتر کی تعمیر اور انکے فرنیچر وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہو، دینا جائز نہیں ہے۔

قربانی کے متفرق مسائل:

❁ جو بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں لگا ہو اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی بیٹے کی ملکیت میں اتنا سرمایہ نہ ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں، البتہ اگر باپ مالدار ہو تو باپ قربانی کرے گا۔

❁ اگر کسی کی بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو اور باپ کی ملکیت میں نصاب کے برابر کچھ نہ ہو تو بیوی اور بالغ اولاد پر قربانی واجب باپ پر نہیں۔

❁ اگر عورت کا مہر نصاب کے برابر ہو مگر شوہر نے ابھی تک ادا نہ کیا ہو، اور شوہر فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں

❁ اگر کسی کے پاس ۱۰ ذی الحجہ کو نصاب کے برابر مال نہ تھا مگر اچانک ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو مالدار ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے، اگر چہ وہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے قبل مالدار ہوا ہو۔

❁ اگر کوئی مالدار شخص ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے پہلے سفر پر روانہ ہوا اور قربانی کے دن سفر ہی میں رہا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔

❁ قربانی کے حصہ میں کسی دوسرے آدمی کو شریک نہیں کیا جاسکتا البتہ ثواب میں دوسرے مسلمانوں کو شریک کیا جاسکتا ہے، احادیث کی کتابوں میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

❁ قربانی کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قرب الٰہی کی ہو، اگر چہ یہ نیت مختلف قربات کی ہو لہٰذا متنفلین اور واجبین تمام کا ایک ہی جانور میں شریک ہونا درست ہے اور تمام کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر شرکاء میں کسی ایک کی نیت قرب الٰہی کی نہ ہو تو سب کی قربانی درست نہیں ہے۔

❁ اگر کسی پر قربانی کئی سالوں سے واجب تھی مگر اس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کی تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اپنے اس عمل پر استغفار کرے اور جتنے سال اس نے قربانی نہیں کی ہے اس قدر قربانی کی قیمت صدقہ کرے،

❁ اگر قربانی سے دودھ یا اون وغیرہ اتار گیا ہو اس کو صدقہ کرے یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

❁ اگر کسی جانور میں چند آدمی شریک ہوئے اور وہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہاں کے فقراء کو دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں، تقسیم کرنا ضروری نہیں۔

❁ ایک شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کے لئے جانور بھی خریدا ذبح کرنے سے قبل وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خرید لینا واجب ہے۔ اب اگر وہ جانور بھی مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کی بھی قربانی کی جائے۔

❁ اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اور اس نے نفلی قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہو گیا یا چوری ہو

گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں البتہ وہ جانور ایام قربانی سے پہلے ملا تو اس کو ذبح کرے اور اگر ایام قربانی کے بعد ملے اس جانور کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کردے۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدا اور قربانی سے قبل پہلا گم شدہ جانور بھی ملا تو اب دونوں کا ذبح کرنا ضروری ہے' اس لئے کہ جب کوئی غریب آدمی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ نذر کے حکم میں ہے' جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

❁ قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے جس طرح بھی لٹایا جائے درست ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹایا جائے۔

❁ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اگر بلا عذر بائیں ہاتھ سے ذبح کیا قربانی تو جائز ہے البتہ خلاف سنت ہے

اغلاط العوام:

☆ عوام الناس میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جس چھری میں لکڑی کا دستہ نہ ہو اس چھری سے جانور مردار ہو جاتا ہے' شریعت مقدسہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے' چھری جس دھات کی بنی ہو' اس سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔

☆ اسی طرح عوام الناس میں یہ بات بھی کافی حد تک شہرت پا چکی ہے' کہ عورت ذبح نہیں کرسکتی اگر وہ ذبح کرتے تو جانور مردار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بے اصل ہے عورت اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو جانور کو ذبح کرسکتی ہے' اور اپنی قربانی کو تو خود ہی ذبح کرے۔

☆ بعض عوام کہتے ہیں کہ کہ بقرعید کے قربانی ہونے تک روزہ سے رہے' یہ محض بے اصل ہے' البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے' لیکن وہ روزہ نہیں' نہ تو یہ فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔

☆ بعض لوگ خصی جانور کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود خصی جانور کی قربانی کی ہے۔ اس لئے خصی جانور کی قربانی زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔

☆ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے اس کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کردینا چاہیے' شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بے اصل ہے۔

☆ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض لوگ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک بیوی سے ملاپ کو شرعاً منع اور گناہ سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ذابح کی اعانت کرنے والوں مثلاً جانور کے ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لینا واجب ہے' شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں البتہ جو شخص ذابح کے ساتھ چھری چلانے میں شریک ہو اس پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔